صحیح شدہ

پانچ شہداء راہ خدا

از

خادم الشریعۃ المطہرہ
السید علی الرضوی قمی
اترولہ ضلع گونڈہ

[illegible] ں

[illegible] ی صـ ۲۲۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل العلماء ورثۃ الانبیاء وفضل مدادھم علی دماء الشھداء والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء محمد المصطفی والہ النجباء مصابیح الدجی

امابعد خداوند عالم پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ میں ارشاد فرماتا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات ۰ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جن کو علم عطا ہوا ہے خدا ان کے درجے بلند کرتا ہے۔

اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔

نیز فرمایا علماء وارث انبیاء ہیں عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چودہویں رات کے چاند کو تاروں پر (فصول المہمہ فی اصول الائمہ ص ۵۹)

اور حضرت امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ ملائکہ عالم دین کو دوست رکھتے ہیں اور حالت نماز میں اس کے جسم سے اپنے پروں کو مس کرتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر ع نے فرمایا کہ عالم کے پاس ایک ایسا چراغ ہے جس کے ذریعہ سے وہ جہالت اور حیرت کی تاریکی کو دور کرتا ہے پس جو شخص اس سے نور حاصل کرے وہ آتش جہنم سے اس کا آزاد کردہ ہے خدا اس کو ایک لاکھ رکعت نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا جو اس نے کعبہ میں پڑھی ہوں (عین الحیات مجلسی رہ ص ۹۴)

حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ خداوند عالم روز قیامت ساری خلائق کو میدان محشر میں یکجا کرے گا پھر فرمائے گا کہ علماء کی روشنائی کو شہداء کے خون کے ساتھ وزن کرو تو علماء کی روشنائی کا وزن بڑھ جائے گا (مواعظ المتقین ص ۲۴۴)

ایضاً حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ ہمارے علماء ہماری سرحد کے نگہبان ہیں۔ وہ شیطان اور اس کے لشکر کو ہماری سرحد سے دور کرتے ہیں کہ وہ شیعوں کو گمراہ نہ کرے (اسی سبب سے شیاطین جن و انس علماء کے دشمن ہوتے ہیں کیونکہ علماء ان کو ان کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیتے (مولف)

فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص اس کام کے لئے آمادہ ہو جائے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کفار ترک و دیلم سے ہزار مرتبہ اور پھر ہزار مرتبہ جہاد کرے اسلئے کہ یہ عالم ہمارے شیعوں کے دین کی حفاظت کرتا ہے اور وہ جہاد کرنے والا ان کی جان کی حفاظت کرتا ہے۔ (عین الحیات مجلسی صفحہ ۹۵) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ معصوم ع کی نگاہ میں دین و مذہب انسان کی جان سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

ایضاً حضرت نے فرمایا کہ ایک عالم و فقیہ جو ہمارے جاہل شیعوں کو حیرت سے نجات بخشے شیطان پر ایک ہزار عبادت گزار بندوں سے زیادہ گراں ہے کیونکہ وہ عابد صرف اپنی ہستی کو جہنم سے بچانے کی فکر میں رہتا ہے اور عالم دین خود اپنی ہستی کو اور خدا کے دوسرے بندوں کو شیطان کے مکر سے نجات دلانے کی کوشش کرتا ہے۔ روز قیامت اس عالم کو آواز دی جائے گی کہ اے کمزور شیعوں اور یتیمان آل محمد کی ہدایت کرنے والے ٹھہر اور جن لوگوں نے تجھ سے علم حاصل کیا ہے ان کی اور ان کے شاگردوں کی اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں کی اسی طرح دس لاکھ انسانوں کی شفاعت کر۔

حضرت امیرالمومنین ع نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص ہماری شریعت کا عالم ہو اور ہمارے شیعوں کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر نور علم عطا فرمائے روز قیامت اس کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا جس سے عرصات محشر منور ہو جائے گا اور اس کو ایسا حلہ پہنایا جائے گا جس کا ایک ایک تار اس ساری دنیا سے زیادہ قیمتی ہوگا اور ایک شخص

آواز دے گا کہ یہ ایک عالم ہے آل محمد کے شاگردوں میں سے جنلوگون نے دنیا میں
اس سے علم حاصل کیا ہے اس کے نور سے تمسک کریں تاکہ یہ ان کو جنت تک پہونچا دے
(عین الحیات مجلسی ص۹۴)

اور حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا کہ مومن (عالم) اگر ایک ورق لکھ کر دنیا میں چھوڑ جائے
جس میں علم دین ہو تو وہ ورق روز قیامت اس کے اور جہنم کے درمیان حجاب
بن جائے گا اور خداوند عالم اس کے ہر حرف کے بدلے میں اس کو جنت میں ایک شہر
عطا فرمائے گا (فصول المہمہ ص۹۱)

حضرت امیر المومنین ع سے پوچھا گیا کہ بعد ائمہ ہدیٰ و مصابیح الدجیٰ کے بہترین خلق
کون لوگ ہیں فرمایا علماء اگر نیک عمل ہوں۔ پھر پوچھا گیا کہ بعد ابلیس اور فرعون
و نمرود کے اور بعد ان لوگوں کے جنہوں نے اپنے آپ کو اپ لوگوں کے نام اور لقب سے
ملقب کیا اور آپ کی مسند پر بیٹھے اور آپ کی سلطنت پر حکمران ہوئے بدترین خلق
کون لوگ ہیں فرمایا علماء مفسد جو غلط باتیں بیان کریں اور حق باتوں کو چھپائیں
اور ایسے لوگوں کے متعلق خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ ان پر خدا لعنت کرتا ہے
اور کل لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں (احتجاج طبرسی ص۲۳۵ و وسائل الشیعہ)
ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ص نے خطبہ میں فرمایا کہ لوگو روز محشر بڑا ہول ہوگا اور خوف
اور ندامت کا دن ہوگا لوگ اپنے کانوں کے لووں تک پسینہ میں ڈوبے ہوں گے
کہ اگر ان کے جسم کے پسینہ سے ستر اونٹ پئیں تب بھی کم نہ ہوگا لوگوں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اس سے کیونکر نجات حاصل ہوگی فرمایا علماء کی صحبت میں بیٹھو
ہول محشر سے نجات پاؤ گے میں تمام انبیاء ما سلف پر اپنی امت کے علماء کو پیش

کرکے فخر کروں گا۔ دیکھو عالم دین کی تکذیب نہ کرنا۔ اس کی باتوں کو رد نہ کرنا اس سے دشمنی نہ کرنا بلکہ اس کو دوست رکھنا کیونکہ عالم کی محبت اخلاص اور اس کا بغض نفاق ہے۔ آگاہ رہو کہ جس نے عالم کی توہین کی اس نے میری توہین کی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس نے عالم کی تعظیم کی اس نے میری تعظیم کی اور اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

دیکھو عالم کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ خدا اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور جس نے عالم کے پیچھے ایک نماز پڑھی اس نے میرے پیچھے اور حضرت ابراہیم خلیل کے پیچھے نماز پڑھی۔ علماء کی مجلس کو غنیمت سمجھو کیونکہ وہ ایک باغ ہے باغہائے جنت میں سے اس مجلس میں بیٹھنے والوں پر خدا کی رحمت و مغفرت نازل ہوتی ہے جس طرح آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے علماء کی مجلس میں بیٹھنے والے جب اس مجلس سے اٹھتے ہیں تو گناہوں سے پاک ہو کر اٹھتے ہیں۔

(جامع الاخبار فصل ۲ ص ۳۸)

حضرت نے فرمایا کہ اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ مثل حیوانوں کے ہو جاتے میری امت کے علماء اپنے زمانہ کے چراغ ہیں جن سے اس زمانہ کے لوگ روشنی حاصل کرتے ہیں

(شجرہ طوبیٰ ص ۱۲۹)

تنبیہ: علماء امت مسلمہ کو زندگانی دنیا و آخرت عطا کرتے ہیں علماء زمانہ غیبت امامؑ میں امانتدار شریعت اسلام اور محافظ ملت بیضاء ہیں اگر علماء نہ ہوتے تو ہم خدا و رسول و دین و شریعت کا نام بھی نہ جانتے اور انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا۔ علماء نے اپنی عمریں صرف کیں زحمتیں کھینچیں ذلتیں اٹھائیں اور اپنا

جان اور مال کی قربانیاں پیش کیں اور خدا و رسول کی امانتیں امت تک پہونچائیں

اور ان کو گمراہی و ضلالت کے سمندر میں غرق ہونے سے بچایا - لیکن افسوس کہ آج

دنیا علماء کی فرمانبرداری و اطاعت سے باہر ہوتی جا رہی ہے مذہب اور علماء

سے بغاوت کا جذبہ عام ہو رہا ہے - علماء کو حقیر و ذلیل سمجھا جا رہا ہے ان کی

مخالفت و توہین سبب فخر سمجھی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں قوم کفر و ضلالت کے

تاریک غار میں گرتی جا رہی ہے دین خدا کو شکست اور شیطان کی فتح ہو رہی ہے

خداوند عالم مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ علماء کے مدارج کو سمجھیں اور ان کی

اطاعت و فرمانبرداری کر کے فلاح دنیا و آخرت حاصل کریں آج جبکہ ہمارے درمیان

میں نہ حضرت رسول اللہ موجود ہیں نہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام تک ہماری رسائی ہے

کشتی اسلام کے ناخدا علماء ہی ہیں جو عالم باعمل جہاں موجود ہے وہاں والوں

کے لئے شمع راہ ہے انہی علماء کی اطاعت سے نجات حاصل ہوگی - علماء کی محبت

ایمان اور ان سے دشمنی و نفرت نفاق ہے - عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا عبادت

ہے - عالم کی صحبت میں ایک گھنٹہ بیٹھنا بارہ ہزار ختم قرآن سے بہتر ہے -

عالم دین حضرت رسول اللہ ص اور ان کے اوصیاء علیہم السلام کا سفیر ہے جو ان کا پیغام اور ان

کے احکام آپ تک پہونچا دیتا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا نہ احکام خدا و رسول میں

ردّ و بدل کر سکتا ہے اس کی تبلیغات اور اس کے احکام پر غصہ نہ کیجئے اس کا انتقام

اس سے نہ لیجئے اس کو برا نہ کہئے اس پر اتہامات نہ لگائیے اس پر غصہ درحقیقت

خدا و رسول پر غصہ ہے عالم سے انتقام درحقیقت خدا و رسول سے انتقام ہے اسلئے کہ

آپ درحقیقت ان احکام پر غصہ کر رہے ہیں جو عالم کے ذریعہ سے آپ تک پہونچ رہے

ہیں اور اس شریعت سے بیزار ہیں جو عالم آپ تک پہونچا رہا ہے چاہے آپ زبان سے

(حاشیہ بائیں: محبت علماء از لوازم ایمان)

(حاشیہ دائیں: اور ائمہ طاہرین علیہم السلام)

ور خدا و رسول کی امانتیں امت تک پہونچائیں
غرق ہونے سے بچایا - لیکن افسوس کہ آج
بیزار ہوتی جا رہی ہے مذہب اور علماء مذہب
علماء کو حقیر و ذلیل سمجھا جا رہا ہے ان کی
ہے جس کے نتیجہ میں قوم کفر و ضلالت کے
والو شکست اور شیطان کی فتح ہو رہی ہے
انے کہ وہ علماء کے مدارج کو سمجھیں اور ان کی
و آخرت حاصل کریں آج جبکہ ہمارے درمیان
ر اہلبیت علیہم السلام تک ہماری رسائی ہے
عالم باعمل جہاں موجود ہے وہاں والوں
طاعت سے نجات حاصل ہوگی - علماء کی محبت
ت ہے - عالم کے چہرے پر نگاہ کرنا عبادت
بیٹھنا بارہ ہزار ختم قرآن سے بہتر ہے -
و علیہم السلام کا سفیر ہے جو ان کا پیغام اور ان
طرف سے کچھ نہیں کہتا نہ احکام خدا و رسول میں
اور اس کے احکام پر غصہ نہ کیجئے اس کا انتقام
تہامات نہ لگائیے اس پر غصہ درحقیقت
حقیقت خدا و رسول سے انتقام ہے اسلئے کہ
ہیں جو عالم کے ذریعہ سے آپ تک پہونچ رہے
ر آپ تک پہونچا رہا ہے چاہے آپ زبان سے

بہت سے آزاد خیال مسلمان

اس دور الحاد و دہریت میں جبکہ عقائد و اعمال میں آزادی کے طالب ہیں کفار
و مشرکین کی ظاہری شوکت و حکومت سے مرعوب ہو کر ان کی رضا جوئی و خوشنودی
کے طالب ہیں اور انہیں کے نقش قدم پر چلنے میں اپنی فلاح و بہبودی پاتے ہیں
بہت سے عقائد اسلام اور احکام شریعت ان کے لئے سد راہ بنے ہوئے ہیں اسلئے
وہ عقائد کی زنجیریں توڑنا چاہتے ہیں اور شریعت میں اپنے خیالات و مصالح کے
مطابق ترمیم و تغیر کے طالب ہیں ان کا دلی مقصد یہ ہے کہ وہ نجس کھا کر اور نجس رہ کر
نماز نہ پڑھ کر روزہ نہ رکھ کر خمس و زکوٰۃ نہ دیکر داڑھی منڈا کر قرآن نہ پڑھ کر اپنی
عورتوں کو بے پردہ بازاروں میں گھما کر بھی خدا کے نیک بندے اور مومن رہیں اور سود کھانے
رشوت لینے - گانا سننے - اپنے بچوں کو دینی تعلیم نہ دینے - شراب پینے - جوا کھیلنے
اور لڑکوں کے نام بجائے محمد و علی و حسن و حسین کے جواہر و نہرو و پرویز - بنٹی - ٹکی -
اور لڑکیوں کے نام بجائے فاطمہ و زینب و خدیجہ کے مایا - شیما - شیلا -
ڈیزی رکھنے اور جنت و جہنم و عذاب و ثواب سے انکار کرنے کے بعد بھی
خالص مسلمان رہیں لیکن علماء روکتے ہیں وہ ناجائز و حرام و کفر و الحاد کے
فتوے دیتے ہیں لہذا

نہ ہیں لیکن خدا عالم الضمائر ہے وہ دلوں کے بھید کا جاننے والا ہے۔

علماء نے دین خدا کی نشر و اشاعت اور امانت خدا و رسول کو امت تک پہونچانے
میں کیا کیا زحمتیں اٹھائیں اور کیسی کیسی قربانیاں پیش کی ہیں ان [illegible] کے
لکھنے کا نہ تو وقت ہے نہ ہمت لیکن صرف پانچ شہداء راہ خدا کے حالات لکھ رہا
ہوں تاکہ پڑھنے والوں کے لئے سبب ازدیاد معرفت ہو۔

شہید اول ۔ وحید روزگار و قدوہ علماء نامدار ناشر شریعت خاتم المرسلین
آیۃ اللہ فی العالمین شمس الدین محمد بن مکی بن محمد بن حامد عاملی رحمۃ اللہ علیہ
آپ علاقہ شام کے قریہ جزین کے رہنے والے تھے۔ علم و فضل و زہد و تقوی
میں اپنے زمانے میں آپ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ شام میں مرجع خواص
و عوام تھے جب ملک شام میں آپ کے علم و فضل و کمال کا شہرہ ہوا تو [illegible]
اسلام کے ہر پانچ فرقے کے لوگ آپ سے استفادہ کی غرض سے آپ کی خدمت
میں حاضر ہونے لگے آپ ہر مذہب والے کے لئے اسی کے مذہب کے مطابق فتوی
دیتے تھے اور آپ کی نماز جماعت میں ہر فرقہ کے لوگ شریک ہوتے تھے علم فقہ پر آپ
اس طرح حاوی تھے کہ طہارت سے دیات تک کل ابواب فقہ آپ کے نزدیک مثل اس انگشتری
کے تھے جو آپ کی انگلی میں تھی۔ آپ نے جب جناب علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و کمال
کا شہرہ سنا تو ان سے تحصیل علم کرنے کی غرض سے شام سے حلہ تشریف لے گئے اور
ایک روز جناب علامہ رح کے درس میں شریک ہو کر زیارت ائمہ علیہم السلام کی غرض سے
کربلا و نجف و کاظمین و سامرہ تشریف لے گئے آپ کا خیال تھا کہ زیارتوں سے فرصت کرنے
کے بعد حلہ آکر علامہ کی خدمت میں تحصیل علم کریں جب آپ زیارات سے فارغ ہو کر
حلہ واپس آرہے تھے تو راہ میں آپ کو جناب علامہ رح کا جنازہ ملا جس کو لوگ نجف

اور فقہ میں انگوٹھی گر دار [illegible]

امیرالمومنین
لے جا رہے تھے آپ نے بھی مشایعت کی جناب علامہ رح کو نجف اشرف میں جوار حضرت
میں دفن کر کے آپ پھر حلہ چلے گئے اور وہاں جناب علامہ رح کے صاحبزادے فخر المحققین
اور علامہ کے شاگردوں کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا اور سب سے اجازہ حاصل کر کے
اپنے وطن واپس گئے۔

آپ کے خصوصیات سے ہے کہ ایک ہزار علماء و فقہاء جلیل القدر نے آپ کو اجازے
عطا فرمائے۔

شام پہونچ کر آپ تصنیف و تالیف و نشر و اشاعت دین اسلام میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ
اسلام کے ہر فرقہ کے علماء و طلاب علوم آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کے چشمہ علم و کمال
سے سیراب ہونے لگے اور آپ کے علم و کمال کا شہرہ ممالک دور و دراز تک پھیلا اور
آپ کے شعاع علم سے سرزمین شام مطلع الانوار بن گئی اور آپ کو ریاست علم حاصل ہو گئی جب
آپ کے علم و کمال کا شہرہ بادشاہ خراسان ملک ایران۔ علی بن مائید نے سنا جو شیعہ
اثنا عشری تھا تو وہ آپ کی زیارت کا مشتاق ہوا اور ایک مرد مومن صالح اور مقرب
بارگاہ میر شمس الدین محمد بن آوی کو جناب شہید کی خدمت میں شام بھیجا اور شہید رح
سے شام سے خراسان آنے کی درخواست کی جناب شہید رح نے خراسان جانے سے انکار
کیا لیکن اپنے فتووں کی ایک کتاب (لمعہ) لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیج دی۔

شام میں جب آپ کے علم و کمال کا شہرہ ہوا اور آپ کی مرجعیت بڑھنے لگی تو وہاں کے
علماء عامہ کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی خاص کر قاضی عبادہ بن جماعت
شافعی جو زمانہ طالب العلمی میں آپ کا ساتھی بھی رہ چکا تھا آپ کا سخت ترین دشمن
ہو گیا۔ عبادہ نے بادشاہ شام (بیدمر) کے پاس لکھا کہ یہ شخص محمد بن مکی شیعہ اور

رافضی ہے اور ان کا قتل واجب ہے بادشاہ نے آپ کو اپنے دربار میں طلب کیا
جب آپ پہونچے تو اس نے حکم دیا کہ آپ کے دونوں پاؤں دو اونٹوں کے پیٹ سے
باندھ دئے جائیں اور ان کو مختلف جانب دوڑا دیا جائے چنانچہ اسکے حکم کی
تعمیل کی گئی اور ۷۸۶ھ ۹ جمادی الاول کو آپ کی شہادت واقع ہوئی ۔
اور دیگر علماء نے لکھا ہے کہ شام کے قاضی برہان الدین مالکی اور قاضی عبادہ ابن
جماعت نے بادشاہ شام بیدمر کے پاس آپ کے شیعہ ہونے کی شکایت لکھی اور
اس شکایت نامہ پر ہزاروں مالکی اور شافعی مذہب والوں نے دستخط کئے اور گواہیاں
بنائیں بادشاہ نے آپ کو طلب کیا اور شام کے زندان میں قید کر دیا جہاں ایک سال تک
آپ مقید رہے اسی قید خانہ میں آپ نے کتاب لمعہ سات روز میں تصنیف کی حالانکہ
کوئی کاتب سات روز میں اس کی کتابت بھی نہیں کر سکتا لمعہ کی تصنیف کے وقت زندان میں
آپ کے پاس سوا مختصر نافع کے کوئی کتاب موجود نہ تھی ایک سال کے بعد بادشاہ نے
مالکی اور شافعی علماء کے فتوی کے مطابق آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کو اپنے دربار
میں طلب کیا جب آپ زندان سے نکل کر بادشاہ کے دربار کی طرف جانے لگے تو صاحب
قصص العلماء نے لکھا ہے کہ آپ نے راہ میں ایک پرچہ پر آیت رب انی مغلوب
فانتصر لکھ کر آسمان کی طرف پھینکا وہ پرچہ زمین پر دوسرے رخ کو گرا اور اس پر یہ
عبارت لکھی تھی ان کنت عبدی فاصطبر یعنی اگر تو میرا بندہ ہے تو صبر کر ۔
جب آپ دربار میں پہونچے دربار علماء و قضاۃ و ارکان دولت سے بھرا ہوا تھا
بادشاہ نے آپ کے سامنے وہ باتیں پیش کیں جو آپ کے شیعہ ہونے کے ثبوت میں
علماء عامہ نے پیش کی تھیں آپ نے ان باتوں سے انکار کیا ۔ پھر آپ نے

عبادہ ابن جماعت سے فرمایا کہ تم شافعی مذہب ہو اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرو
یہ اسلئے فرمایا کہ امام شافعی کے نزدیک مرتد کی توبہ قبول ہے عبادہ نے کہا کہ
میرے مذہب کے مطابق واجب ہے کہ آپ کو ایک سال قید کیا جائے اس کے بعد توبہ
کا حکم دیا جائے قید کی مدت تو گذر چکی اب توبہ کیجئے جناب شہید نے فرمایا کہ
میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے توبہ کس امر سے کروں۔ عبادہ نے مالکی سے کہا کہ
آپ اپنے مذہب کے متعلق فیصلہ کیجئے مالکی نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ کے
عہ
قتل کا حکم دیا اسکے بعد آپ کو لباس شہادت پہنایا گیا اور تلوار سے آپ کا
سر اقدس جدا کیا گیا پھر آپ کی لاش دار پر لٹکا دی گئی پھر دار سے اتار کر سنگسار
کی گئی پھر جلا کر آپ کی خاک فضا میں منتشر کر دی گئی اور آپ حضرت رسول اللہ
اور ان کی اولاد طاہرین علیہم السلام کے جوار میں پہونچ گئے۔

جناب شہید کے والد بزرگوار بھی عالم و فقیہ و صاحب اجازہ تھے آپ کو شیخ طومان
بن احمد رح سے اجازہ حاصل تھا

شہید کی زوجہ بھی جنکی کنیت ام علی تھی بڑی عالمہ اور فاضلہ اور بڑی عبادتگذار
اور پرہیزگار تھیں

اور آپ کی دو صاحبزادیاں بھی فقیہ اور صاحب اجازہ تھیں ایک صاحبزادی کا نام
فاطمہ اور کنیت ام الحسن تھی آپ بڑی عالمہ اور فاضلہ اور عبادتگذار اور صالحہ تھیں

عہ
جس طرح کربلا والوں نے نماز پڑھ پڑھ کر اپنے رسول کے نواسہ حضرت امام حسین ع
کا سر آپ کے تن اقدس سے جدا کیا (مولف)

جناب شہید رہ عورتوں کو ان کی اقتداء کا حکم دیتے تھے آپ سیدہ مشائخ کے نام سے مشہور ہیں ۔

شہید رہ کے تلامذہ : وہ لوگ جنہوں نے آپ سے پڑھا اور اجازہ حاصل کیا ۔ ع۱ شہید رہ کے صاحبزادے ابوالحسن ضیاء الدین علی رہ ع۲ آپ کے دوسرے صاحبزادے ابوطالب محمد رہ ع۳ سید حسن بن ایوب رہ ع۴ شیخ علی خازن ۔ ع۵ شیخ علی بن عبد الحمید نیلی ع۶ شیخ حسن ابن ایوب ع۷ شیخ علی بن خازن معروف با بن عشرہ ع۸ شیخ مقداد رہ وغیرہ تھے

شہید رہ کے تصنیفات : ع۱ کتاب غایۃ المرام در شرح نکت ارشاد ع۲ کتاب ذکریٰ ع۳ کتاب دروس شرعیہ در فقہ امامیہ ع۴ کتاب جامع العین در فوائد شرحین ع۵ کتاب بیان در فقہ ع۶ تفسیر باقیات الصالحات ع۷ کتاب اربعین ع۸ رسالہ الفیہ ع۹ رسالہ نفلیہ ع۱۰ رسالہ در قصر مسافر ع۱۱ خلاصۃ الاعتبار در حج ع۱۲ قواعد ع۱۳ رسالہ در تکلیف ع۱۴ کتاب مزار ع۱۵ رسالہ در اجازات ع۱۶ حواشی بر قواعد علامہ رہ ع۱۷ اور آخری تصنیف آپ کی کتاب لمعہ ہے جس کی شرح جناب شہید ثانی رہ نے لکھی ہے اور آج تک یہ کتاب عراق و ایران و ہندوستان وغیرہ میں پڑھائی جاتی ہے ۔ (از قصص العلماء)

شہید ثانی - اشرف العلماء الاعلام و افضل الفقہاء الکرام - البحر الزاخر و النجم الزاہر
جامع المعقول و المنقول حاوی الفروع و الاصول قدوۃ العلماء و المجتہدین شیخ
زین الدین ابن شیخ نورالدین علی عاملی رحمۃ اللہ علیہ آپ جبل عامل کے رہنے والے
تھے جو ملک شام کا ایک گاؤں ہے آپ کی پیدائش ۱۳ شوال سنہ ۹۱۱ھ میں ہوئی۔
ابتدائی تعلیم آپ کی اپنے وطن میں ہوئی نو سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کیا آپ کے
والد بزرگوار کبھی آپ کو مارتے نہ تھے جب آپ مکتب میں پڑھنے گئے تو آپ کے والد نے
مکتب کے معلم سے سفارش کی کہ ان کو کبھی مارئیے گا نہیں کیونکہ یہ مار دنے کے محتاج
نہیں ہیں مکتب سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنے والد سے پڑھنا شروع کیا جب
آپ کتاب زنجانی پڑھنے لگے تو آپ کے والد فرماتے تھے کہ اگر فلاں صیغہ کی گردان کرو تو
تم کو اتنے پیسے دوں گا جب آپ گردان سنا دیتے تھے تو وہ اتنے پیسے آپ کو دیتے
تھے۔
ایک شب شیخ زین الدین فقعانی نے جو ساحلی علاقہ کے ایک گاؤں دھیہ کے رہنے
والے تھے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص محترم و خوش ہیئت ان لوگوں کے پاس آیا اور وہاں
پر شہید ثانی ؒ بھی موجود تھے اس شخص کے ہاتھ میں پانی کا ایک آبخورہ تھا اس شخص
نے وہ آبخورہ شہید کے منہ سے لگا دیا اور جناب شہید اس میں سے گھونٹ گھونٹ
پینے لگے شیخ زین الدین کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں جو پانی
پلا رہے ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ شیخ علی بن عبد العالی میسی ہیں۔
سنہ ۹۲۵ھ میں جناب شہید کے والد بزرگوار نے انتقال فرمایا تو آپ تحصیل علم کے لئے
(میس) چلے گئے اور وہاں شیخ علی بن عبد العالی میسی کی خدمت میں پڑھنے لگے اور

شیخ زین الدین فقعانی کی خواب کی تعبیر ظاہر ہوگئی -

پھر سنہ ۹۳۳ھ میں آپ (میس) سے کرک چلے گئے اور وہاں سید حسن بن جعفر بن
فتون کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا پھر سنہ ۹۳۴ھ میں آپ اپنے وطن واپس آئے
اس کے بعد پھر آپ دمشق چلے گئے جو شام کا دار السلطنت ہے اور وہاں شمس
الدین محمد بن مکی اور شیخ احمد بن جابر وغیرہ سے پڑھنے لگے پھر اپنے وطن واپس
آئے اور سنہ ۹۳۱ھ میں مصر کا سفر کیا اور وہاں علم فقہ و اصول و حدیث
وغیرہ مختلف علوم تیرہ علماء مصر سے حاصل کیا پھر سنہ ۹۴۴ھ میں مصر سے
مکہ معظمہ کا سفر کیا اور حج بیت اللہ اور زیارت قبر رسول سے فارغ ہونے کے بعد
اپنے وطن واپس آئے

سنہ ۹۴۶ھ میں عراق کا سفر کیا اور زیارت ائمہ علیہم السلام سے مشرف ہو کر ایک سال میں
وطن واپس آئے

سنہ ۹۵۱ھ میں روم کا سفر کیا اور تین ماہ دس دن قسطنطنیہ میں قیام کر کے بعلبک
تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ نوریہ کے مدرس اعلیٰ مقرر ہو گئے ایک مدت
تک آپ وہاں اسلام کے پانچوں مذاہب کی کتابوں کی تعلیم دیتے رہے

جب آپ کے علم و کمال کا شہرہ دور دور مقامات تک پہنچا تو علماء و عامہ کو آپ سے
حسد پیدا ہوا اور وہ آپ کے قتل کی تدبیریں سوچنے لگے

ایک روز دو آدمی آپ کے پاس ایک مقدمہ لائے آپ نے ایک کے حق میں فیصلہ کیا
دوسرا شخص مقدمہ جس کے خلاف ہوا تھا آپ کا دشمن ہو گیا اور اس نے قاضی
شہر صیدا کے پاس جاکر آپ کی جھوٹی شکایتیں کیں قاضی صیدا آپ کا پہلے

ہی سے مخالف تھا اس کو ایک بہانہ مل گیا اور اس نے کسی کو بھیج کر جناب
شہید کو بلوایا آپ اس زمانہ میں انگور کے ایک باغ میں کتاب شرح لمعہ کی
تصنیف میں مشغول تھے اور ہر روز ایک جزو لکھتے تھے جس وقت وہ شخص آپ
کی تلاش میں پہونچا آپ حج بیت اللہ کے ارادہ سے پوشیدہ طور پر مکہ روانہ
ہو چکے تھے حالانکہ آپ اس کے قبل کئی حج کر چکے تھے اس شخص نے جب آپ کو
نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا لوگوں نے بتایا کہ آپ ایک مدت ہوئی کہ سفر میں
جا چکے ہیں اس نے واپس آکر قاضی صیدا کو خبر دی قاضی نے بادشاہ روم سلطان
سلیم کے پاس اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ انہ قد وجد ببلاد الشام
رجل مبتدع خارج عن المذاہب الاربعۃ یعنی بلاد شام میں ایک بدعتی
شخص پایا گیا ہے جو مذاہب اربعہ یعنی مالکی و شافعی و حنفی و حنبلی سے
جدا مذہب رکھتا ہے بادشاہ روم نے حکم دیا کہ اس شخص کو گرفتار کر کے زندہ
میرے پاس لایا جائے تاکہ میں چاروں مذہب کے علماء سے اس سے مناظرہ
کراؤں اور دیکھوں کہ کون سا مذہب سچا ہے تاکہ اسی مذہب کی پیروی کی
جائے چنانچہ آپ کی گرفتاری کے لئے لوگ گئے جب یہ لوگ مقام جبع میں
پہونچے تو معلوم ہوا کہ جناب شہید رہ حج کے ارادہ سے مکہ گئے ہوئے ہیں
تو یہ لوگ بھی مکہ پہونچے اور آپ کو مسجد الحرام میں ۹۶۵ھ ماہ ربیع الاول
میں گرفتار کر لیا اور چالیس روز مکہ معظمہ میں مقید رکھا اس کے بعد آپ کو اپنے
ساتھ لیکر براہ دریا قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے جب ملک روم میں پہونچے
تو ایک شخص راہ میں ملا اور اس نے ان لوگوں سے سوال کیا کہ یہ کون ہیں ان لوگوں
نے کہا کہ یہ ایک عالم مذہب امامیہ ہیں ہم لوگ ان کو شاہ روم کے پاس لیے جا رہے ہیں

اس شخص نے کہا کہ تملوگوں نے ان کو راہ میں تکلیفیں دی ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شاہ سے شکایت کر کے تم کو قتل کرا دیں بہتر یہ ہے کہ تم ان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے جاؤ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور دار السلطنت استامبول کے قریب دریا کے کنارے آپ کا سر کاٹ کر اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوگیا اور جسم کو وہیں چھوڑ دیا جب اس نے شاہ روم کے سامنے آپ کا سر پیش کیا تو شاہ روم کے وزیر اعظم جناب عبد الرحیم عباسی نے جو باطنا شیعہ تھے بادشاہ کے سامنے اپنا قلمدان وزارت رکھ دیا اور عرض کیا کہ جہاں پناہ کے ملازم اب اتنے خود سر ہوگئے ہیں کہ شاہی فرمان کی بھی پروا نہیں کرتے آپ نے حکم دیا تھا کہ اس عالم کو میرے پاس زندہ لایا جائے لیکن یہ سب سر کاٹ کر لائے ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی روز آپ مجھے طلب فرمائیں اور یہ سب بجائے میرے میرا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں بادشاہ نے جناب شہید کے قاتلوں کو جن کی تعداد سات تھی وزیر کے حوالہ کر دیا وزیر نے ان سب کو فی النار کر دیا۔

جناب شہید رح کا جسم اقدس دریا کے کنارے پڑا رہا اتفاقا ادھر سے ایک قافلہ ترکمانوں کا گذرا انہوں نے دیکھا کہ ایک جسم بے سر پڑا ہے جس سے نور نکل کر آسمان تک جا رہا ہے اور ساری فضا بقعہ نور بنی ہوئی ہے یہ دیکھ کر انلوگوں نے اس جسم کو دفن کر دیا اور اس پر قبہ بنا دیا۔

طوفانی
آپ کی شہادت کے بعد استامبول میں ایسا سخت سیلاب آیا اور ایسی شدید بارش ہوئی کہ ویسی بارش کبھی نہیں ہوئی تھی اور دریائے استامبول میں شدید طغیانی آئی کہ قریب تھا کہ پورا دار السلطنت استامبول غرق ہو جائے۔

کرامات شہید ثانی رح صاحب قصص العلماء نے آپ کے بہت سے کرامات نقل کئے ہیں جن سب کا لکھنا سبب طول ہے صرف چند کرامتیں تبرکا نقل کر رہا ہوں ۔

۱۔ علامہ شیخ بہاؤ الدین عاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد شیخ حسن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں اپنے استاد شہید ثانی رح کے ساتھ استامبول میں ایک مقام سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ جناب استاد کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا کہ اس مقام پر ایک محترم خون بہایا جائے گا کچھ دنوں کے بعد اسی مقام پر جناب شہید کا سر اقدس کاٹا گیا ۔

۲۔ خود جناب شہید رح نے ایک روز محمد بن حسن عودی رح سے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ ۱۱ ربیع الاول ۹۶۰ھ کو شہر رملہ میں مسجد جامع ابیض میں زیارت قبور انبیاء ع کی غرض سے گیا جو وہاں ایک غار میں مدفون ہیں تو میں نے دیکھا کہ دروازہ مقفل ہے اور مسجد میں کوئی شخص موجود نہیں ہے میں نے قفل پر ہاتھ رکھا تو وہ کھل گیا اور میں غار میں داخل ہو گیا اور نماز و دعا میں مشغول ہو گیا اور اپنے قافلہ سے غافل ہو گیا وہاں سے فارغ ہونے کے بعد جب میں باہر آیا اور اپنے قافلہ کا حال معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ قافلہ روانہ ہو گیا میں سخت متحیر ہوا کہ اب کیا کروں آخر میں تنہا بہت تیز روانہ ہوا تاکہ قافلہ کو پکڑ لوں لیکن قافلہ نہ ملا اور میں بہت تھک گیا ناگاہ ایک شخص ایک بغلہ پر سوار آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے پیچھے سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا اور وہ مثل برق روانہ ہو گیا اور تھوڑی دیر میں قافلہ کو پکڑ لیا پھر مجھ سے کہا کہ جاؤ اپنے قافلہ سے مل جاؤ میں اتر گیا اور وہ شخص اسی قافلہ میں داخل ہو کر غائب ہو گیا میں نے اس کو بہت تلاش کیا لیکن نہ پایا نہ میں نے کبھی اس کے پہلے اس کو دیکھا تھا ۔

۳۔ محمد بن علی بن حسن رح نے لکھا ہے کہ جناب شہید ثانی رح کی سب سے پہلی تصنیف شرح کتاب

ارشاد ہے جس کو شہید رح نے لوگوں سے چھپا کر تصنیف کیا یہاں تک کہ خود مجھ کو بھی اس کتاب
کی خبر نہ تھی ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ شہید رح ممبر پر خطبہ فرما رہے ہیں
جیسا فصیح و بلیغ خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا میں نے بیدار ہونے کے بعد اپنا خواب شہید رح
سے بیان کیا میرا خواب سن کر آپ فوراً گھر کے اندر تشریف لیگئے اور تھوڑی دیر میں
لکھی ہوئی کتاب کا ایک جزو لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور وہ جزو مجھ کو
دیا اور فرمایا کہ لو یہ وہی خطبہ ہے جو تم نے خواب میں سنا تھا میں نے دیکھا
کہ وہ شرح ارشاد ہے اور اس کے شروع میں وہی خطبہ لکھا ہوا ہے جو میں
نے خواب میں سنا تھا - پھر فرمایا دیکھو خبردار اس واقعہ کو کسی سے نہ
کہنا اور یہی خاصان خدا اور سچے اولیاء اللہ کا طریقہ ہے کہ جو مراتب و درجات
خدا ان کو عطا فرماتے ہیں ان کو ہمیشہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور ان کو
دنیا داری اور نام و نمود کا ذریعہ نہیں بناتے اور اسی سبب سے ان کے
کمالات دنیا والوں پر پوشیدہ رہتے ہیں -
اور مکار و ریاکار ابنائے دنیا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جاہلوں کے مجمع میں بیٹھ کر
اپنی جھوٹی تعریفوں کا ڈھیر لگاتے ہیں -
جناب شہید رح جب حلب پہونچے تو چاہا کہ وہاں سے جلد روم کی طرف روانہ
ہو جائیں اتفاقاً ایک قافلہ عام راستہ سے روم جانے کے لئے تیار تھا آپ نے اس
قافلہ کے ساتھ جانے کے لئے استخارہ کیا تو منع آیا پھر کچھ طلاب علوم ایک
غیر معروف راستہ سے روم جا رہے تھے جناب شہید رح نے استخارہ کیا کہ ان کے
ساتھ روم چلے جائیں تو استخارہ بہتر آیا لیکن طلبہ نے سفر میں کافی دیر کی

تو جناب شہید نے قرآن سے استخارہ کیا کہ وہ طلبہ سے قافلہ کا انتظار کریں تو یہ آیت نکلی
واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تعد
عیناک عنہم ۝ (پارہ ۱۵ سورہ کہف) یعنی جو لوگ اپنے خدا کی صبح سویرے اور شام کے
جھٹ پٹے وقت یاد کرتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ تم بھی
اپنے نفس کو روکے رہو اور ان کی طرف سے اپنی نظر نہ پھیرو۔
اس استخارہ کے بعد آپ مطمئن ہو گئے لیکن طلبہ نے جانے میں پھر دیر کی اتفاقاً ایک دوسرا
قافلہ مشہور راہ سے روم جانے کو تیار ہوا تو آپ نے پھر قرآن مجید سے استخارہ کیا کہ اس
قافلہ کے ساتھ چلے جائیں تو یہ آیت نکلی ومن یولہم یومئذ دبرہ (تا آیت) فقد باء
بغضب من اللہ ۝ (پارہ ۹ سورہ انفال) یعنی جو شخص اس دن ان کی طرف سے اپنی پیٹھ
پھیرے وہ خدا کے غضب میں آگیا۔ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ جانے کا ارادہ ترک کر دیا
کچھ دنوں کے بعد ایک تیسرا قافلہ عام راستے سے شام جانے کو تیار ہوا تو آپ نے پھر قرآن
سے استخارہ کیا کہ اس قافلہ کے ساتھ چلے جائیں تو یہ آیت نکلی واتبع ما یوحی الیک
من ربک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین ۝ پارہ ۱۱ سورہ یونس) یعنی تمہارے
پاس جو وحی نازل ہوتی ہے تم اسی کی پیروی کرو اور صبر کرو یہاں تک کہ خدا تمہارے درمیان
فیصلہ کرے اور وہ تمام فیصلہ کرنے والوں میں بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ جناب شہید اول
نے اس قافلہ کو بھی چھوڑا پھر آپ نے شنبہ کے روز صبح کو استخارہ کیا تو یہ آیت نکلی
ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۝ (پارہ ۱۷ سورہ انبیا) یعنی یہی وہ دن ہے جس کا
تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ دیکھ کر جناب شہید نکلے کہ طلبہ کا حال معلوم کریں تو
معلوم ہوا کہ ان کا قافلہ آج ہی روانہ ہونے والا ہے یہ معلوم کرکے جناب شہید کو
تعجب ہوا اور آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور اسی قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے بعد میں

معلوم ہوا کہ اس مشہور راستہ میں جس سے متعدد قافلے روم گئے سخت گرانی اور قحط تھا چار چار منزل تک کوئی چیز کھانے پینے کی میسر نہیں ہوتی تھی اور ایک بوجھ چارہ جانور کا دس درہم میں ملتا تھا اور جس راہ سے جناب شہید گئے ہر طرح کی نعمت کی فراوانی اور ارزانی تھی

شہید ثانی رح کا دستور العمل ✤ شہید ثانی رح کے شاگرد محمد بن حسن بن علی عاملی رح نے لکھا ہے کہ جناب شہید رح نے اپنے روز و شب کے اوقات کو تصنیف و تالیف و فتوی و جوابات مسائل اور کسب معاش اور محتاجوں کی حاجت روائی اور مہمانوں کی تواضع اور عبادت وغیرہ پر تقسیم کر رکھا تھا۔

نماز صبح آپ مسجد میں پڑھتے تھے نماز و وظیفہ کے بعد طلبہ کو پڑھاتے تھے دن کے باقی حصہ میں دیگر فرائض انجام دیتے تھے پھر نماز مغربین با جماعت مسجد میں پڑھتے تھے عشا کی نماز کے بعد اپنے انگور کے باغ میں جا کر کام کرتے تھے پھر اپنے گھر کے لئے لکڑیاں جمع کرتے تھے غرض کوئی وقت آپ کی زندگی کا ایسا نہ تھا جس میں آپ کوئی اہم فریضہ انجام نہ دیتے ہوں۔

شہید رح کی تصنیفات ✤ باوجود اس کے کہ آپ دنیا میں صرف پچپن ۵۵ سال زندہ رہے اور ہمیشہ خوف و ہراس کے عالم میں پوشیدہ زندگی گذاری اور دشمنوں سے چھپا کر کتابیں تصنیف کیں پھر بھی سو سے زیادہ کتابیں آپ نے تصنیف کیں جن میں سے چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔ سب سے پہلی تصنیف آپ کی کتاب شرح ارشاد ہے جس کا نام روض الجنان ہے ع۲ کتاب مسالک جو سات جلدوں میں ہے ع۳ کتاب شرح الفیہ ع۴ شرح الفیہ متوسط ع۵ شرح مختصر ع۶ فوائد ملیہ ع۷ شرح نفلیہ ع۸ حاشیہ فتوائے خلافیات ع۹ شرائع ع۱۰ حاشیہ قواعد

ع۱۰ تمہید القواعد ع۱۱ حاشیہ ارشاد ع۱۲ منیۃ المرید فی آداب المفید والمستفید - اس کتاب میں آپ نے ایک لطیف بات یہ تحریر فرمائی ہے کہ کیا بات ہے کہ پہلے زمانہ میں علماء لوگوں کی نگاہوں میں زیادہ محترم و معزز تھے لیکن اس زمانے کے علماء کا وہ وقار و احترام نہ رہ گیا۔

پھر اس کا سبب یہ تحریر فرمایا ہے کہ پہلے زمانہ کے علماء اہل دنیا اور ان کے مال سے بے نیاز رہتے تھے اور کبھی دنیا اور مال دنیا پر نگاہ نہیں ڈالتے تھے جس سبب سے اہل دنیا سمجھتے تھے کہ علماء کے پاس اکسیر اعظم ہے (اور وہ غیب سے رزق پاتے ہیں) لہذا وہ علماء کا احترام اور ان کی بارگاہ میں حاضری کے خواہشمند رہتے تھے اور اس زمانہ کے علماء اہل دولت کی بارگاہ میں حاضریاں دینے لگے اور ان کے مال و دولت کے خواہشمند ہوئے لہذا اہل دنیا سمجھنے لگے کہ اکسیر اعظم ان کے پاس ہے اور علماء فقیر اور ان کے محتاج ہیں لہذا وہ علماء کے مقابلہ میں اپنی بڑائی محسوس کرنے لگے۔ اور بیشک شہید نے بہت بڑی بات کہی ہمکو اس سے سبق لینا چاہئے۔

ع۱۳ حاشیہ مختصر نافع ع۱۴ رسالہ در اسرار صلوۃ ع۱۵ رسالہ در نجاست چاہ بملاقات و عدم آن ع۱۶ رسالہ در یقین طہارت و حدث و شک در متاخر و سابق ع۱۷ رسالہ در حدث واقع در اثناء غسل جنابت ع۱۸ رسالہ در تحریم طلاق حائض حامل کہ مدخول بہا و زوجش حاضر باشد ع۱۹ رسالہ در طلاق غائب ع۲۰ رسالہ در نماز جمعہ ع۲۱ رسالہ در ترغیب نماز جمعہ ع۲۲ رسالہ در آداب جمعہ ع۲۳ رسالہ در حکم مقیمین در اسفار ع۲۴ رسالہ در مناسک حج ع۲۵ رسالہ در نیات حج و عمرہ ع۲۶ رسالہ در احکام حبوہ ع۲۷ رسالہ در میراث زوجہ

۲۸ رسالہ در بیان دہ مبحث مشکل در دہ علم ۲۹ کتاب مسلک الغواد ۳۰ کتاب کشف الریبہ
در احکام غیبت ۳۱ رسالہ در عدم جواز تقلید میت ۳۲ رسالہ در اجتہاد ۳۳ بدایہ
در درایہ ۳۴ کتاب غنیۃ القاصدین ۳۵ کتاب منار القاصدین در اسرار معالم دین
۳۶ رسالہ در شرح الدنیا مزرعۃ الآخرہ ۳۷ کتاب رجال ۳۸ رسالہ در تحقیق اسلام
و ایمان ۳۹ رسالہ در تحقیق اجماع ۴۰ آخری تصنیف آپ کی شرح لمعہ دمشقیہ
ہے یہ کتاب جب سے تصنیف کی گئی آج تک منسوخ نہیں ہوئی نہ شاید تا قیامت منسوخ
ہوگی جس وقت یہ کتاب اصفہان پہونچی اور وہاں کے علماء و فضلاء کی نگاہ سے
گذری سب آپ کے فضل و کمال کے معترف ہو گئے۔ (قصص العلماء)

اور یہ بھی جناب شہید رح کے کرامات سے ہے کہ آپ نے شرح لمعہ جیسی اجتہادی
اور استدلالی کتاب صرف چھ ماہ میں تصنیف فرمائی۔

میں جس زمانہ میں لکھنؤ میں پڑھتا تھا مولانا صبغۃ اللہ صاحب فرنگی محلی سے صدرا اور
سوداگر کے امام باڑہ میں مولانا مفتی احمد علی صاحب طاب ثراہ کی خدمت میں شرح لمعہ
پڑھتا تھا ایک روز میں صدرا اور شرح لمعہ لئے ہوئے مولانا صبغۃ اللہ صاحب کی خدمت
میں پہونچا انہوں نے پوچھا کہ یہ دوسری کتاب کون سی ہے میں نے کہا کہ شرح لمعہ ہے
کہا کہ ذرا دیکھوں میں نے کتاب بڑھا دی مولانا نے اس کا پہلا صفحہ کھولا اور کچھ
دیر تک بہت غور سے دیکھتے رہے اس کے بعد کتاب بند کرکے فرمایا اللہ اکبر
فقہ (قانون) کی کتاب میں اتنی ادبیت بیشک علم ادب علماء شیعہ کا حصہ ہے

شہید ثالث رح خاتم المحدثین وفخر المتکلمین وزین المجتہدین السید السند و الاکرم الامجد المجاہد فی سبیل اللہ القاضی السید نور اللہ ابن الشریف بن نور اللہ الحسینی التستری (شوستری) المرسلین

مہر درخشاں آسمان علم و کمال کعبہ دین متین ذوالجلال ناشر شریعت خاتم مروج ماثر ائمہ طاہرین شہید ثالث حضرت قاضی سید نور اللہ شوستری کا شجرہ نسب جیسا کہ آپ نے خود اپنی کتاب مجالس المومنین میں تحریر فرمایا ہے حسب ذیل ہے ضیاء الدین قاضی سید نور اللہ شوستری مرعشی بن سید شریف ابن نور اللہ بن محمد شاہ بن مبارز الدین منده بن حسین بن نجم الدین محمود بن احمد بن حسین بن محمد بن ابی المفاخر بن علی بن احمد بن ابیطالب بن ابراہیم بن یحیٰ بن حسین بن محمد بن ابی علی ابن حمزہ بن علی المرعشی بن عبد اللہ بن محمد الملقب بالسیلق بن حسن بن حسین الاصغر بن الامام زین العابدین بن الامام الحسین الشہید المظلوم علیہ السلام

آپ کی پیدائش ۹۵۲ھ میں ملک ایران کے صوبہ خوزستان کے ایک سرسبز و شاداب اور خوبصورت شہر شوستر میں ہوئی جس کا معرب تستر ہے۔

آپ کے آبا و اجداد ہمیشہ معزز و محترم اور مرجع خواص و عوام رہے آپ کے جد بزرگوار سید نور اللہ اور آپ کے والد عالیمقدار سید شریف بن سید نور اللہ بھی اجلہ علماء شوستر سے اور صاحب تصنیف و تالیف اور صاحب اجازہ تھے آپ کے والد بزرگوار شیخ ابراہیم قطیفی کے شاگرد تھے آپ کی تصنیفات سے ہے عـ۱ رسالہ در اثبات واجب عـ۲ رسالہ در حفظ صحت در طب عـ۳ رسالہ در فن مناظرہ عـ۴ شرح خطبہ شقشقیہ عـ۵ رسالہ در مناظرہ گل و نرگس وغیرہ۔

جناب شہید ثالث رح ۹۷۹ھ میں ۲۳ سال کی عمر میں شوستر سے بغرض تحصیل
علم و تکمیل نفس مشہد مقدس رضوی (خراسان) تشریف لے گئے اور ماہ مبارک رمضان
کی پہلی تاریخ کو وہاں پہونچے اور مطالعہ علوم دینی اور تکمیل فضل و کمال میں مشغول ہو گئے
اور قدوۃ الاماثل والاماجد مولانا عبد الواحد اور دیگر علماء کرام کی خدمت میں
پڑھنا شروع کیا ۔ ۹ سال کے بعد آپ کو زمانہ کی ناموافقت نے سفر ہندوستان پر مجبور کیا
چنانچہ آپ نے ابتداء ماہ شوال ۹۹۲ھ میں ۴۳ سال کی عمر میں مشہد مقدس سے ہندوستان
کا سفر کیا اور لاہور پہونچ کر وہیں قیام فرمایا رفتہ رفتہ آپ کے علم و کمال و زہد و تقویٰ و
عدالت و عقل و دانش کی شہرت دور دور پہونچی اور آپ کے ہمعصر کل علماء و فضلا اور خواص
و عوام آپ کے علم و کمال کے معترف ہو گئے ۔ شہنشاہ اکبر تک جب آپ کے فضل و کمال
کی خبر پہونچی تو اس نے آپ کو منصب قاضی القضاۃ عطا کیا ۔

ملا عبد القادر صاحب جو جلیل القدر علماء اہلسنت سے تھے اور شہید ثالث کے ہمعصر تھے
اپنی کتاب منتخب التواریخ میں شہنشاہ اکبر کے زمانے کے علماء کے ذکر میں جناب شہید ثالث
کے متعلق لکھتے ہیں کہ قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ شیعہ ہیں لیکن صفت انصاف و عدالت
و نیک نفسی و حیا و تقویٰ و عفت و شرافت سے موصوف ہیں اور علم و حلم و عقل و دانش
و تیزی طبع و صفائے قلب و جودت ذہن میں مشہور ہیں اور صاحب تصانیف لائقہ
ہیں شیخ فیضی کی تفسیر مہمل پر انہوں نے جو توقیع لکھی ہے حیز تعریف و توصیف
سے بلند تر ہے آپ فطری شاعر بھی ہیں اور دلپسند اشعار کہتے ہیں آپ حکیم ابو الفتح
کے ذریعہ سے ملازمت شاہی پر فائز ہوئے جس وقت کہ شاہی جلوس لاہور پہونچا
اور شیخ معین قاضی لاہور بسبب ضعف پیری و ناتوانی کے سر دربار گر پڑے تو شاہ نے
ان کی حالت پر رحم کھا کر ان کو ان کے عہدہ سے سبکدوش کیا اور جناب قاضی صاحب

کو ان کی جگہ پر مقرر فرمایا - اور حق یہ ہے کہ لاہور کے مسخرے مفتیوں اور بد نفس
حکام پر جو معلم ملکوت (شیطان) سے بھی چند قدم آگے تھے قاضی نور اللہ صاحب نے خوب
توجہ کیا اور رشوت کی راہیں ان پر بند کر دیں اور ان کو پیٹ کے چھلکے میں اسطرح
بند کر دیا جس سے زیادہ کا تصور ممکن نہیں یہاں تک کہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید جناب قاضی
نور اللہ ہی کی شان میں شاعر نے یہ شعر کہا ہے -

توئی آنکس کہ نہ کردی بہ ہمہ عمر قبول ✿ در قضا ہیچ ز کس غیر شہادت ز گواہ

لطائف جوابات شہید رح ✿ ملا عصمۃ اللہ جو مشاہیر فضلاء لاہور سے تھے ایک روز
جناب شہید رح کی خدمت میں آئے اور کہا کہ قول پروردگار اذا بلغت الحلقوم (پارہ ۲۷
سورہ واقعہ) یعنی جب گلے تک پہنچ گئی - اس امر کی دلیل ہے کہ روح مجسم ہے کیونکہ
مجرد شئی کے لئے گلے تک پہونچنے کے کوئی معنی نہیں ہیں -

جناب شہید رح نے فرمایا کہ اس آیت کے قبل کہیں روح کا ذکر نہیں ہے تا کہ ضمیر روح کی طرف
پھیری جائے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ضمیر قلوب کی طرف پھرتی ہے جیسا کہ خداوند عالم ایک دوسرے
مقام پر فرمایا ہے کہ بلغت القلوب الحناجر (پارہ ۲۱ سورہ احزاب) یعنی اور خوف سے
کلیجے منہ کو آگئے تھے - یہ سن کر ملا عصمۃ اللہ مبہوت رہ گئے جیسے کسی نے ان کے منہ
میں پتھر بھر دیا -

۲- چلپی تبریزی نے جو صوفیہ غالیہ سے تھے اور ہندوستان میں فضل علامی کے نام سے
مشہور تھے تناہی ابعاد پر رسالہ لکھا اور اس پر برہان قائم کیا ان کے بعض شاگردوں
نے ان کے برہان کو شہید رح تک پہونچا دیا آپ نے اس کی رد میں رسالہ لکھا اور اس میں
لکھا کہ بعض (اخلاف) نے یہ لکھا ہے جب چلپی کو شہید رح کی دلیلوں کی خبر ملی
اور وہ ان کے جواب سے عاجز ہوئے تو انہوں نے شہنشاہ اکبر سے شہید کی شکایت کی

کہ انہوں نے مجھ کو اجلاف (سفلہ) لکھا ہے شہنشاہ اکبر نے آپ سے دریافت کیا
کہ آپ نے چلپی کو اجلاف لکھا ہے فرمایا وہ لفظ اخلاف ہے چلپی نے خود
(خ) کو (ج) سے بدل کر اپنے آپ کو اجلاف میں داخل کر لیا -

شہادت شہید ثالث ۱۰۱۹ھ علی قلی خان نے ریاض الشعراء میں لکھا ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری اپنے زمانہ کے افاضل اور عظیم المرتبت علماء سے تھے اور وہ ان کی عقل و دانش کا قافلہ سے تا قاف پہونچا ہوا تھا اور ذکر ان کے فضائل کا مشرق و مغرب تک پھیلا ہوا تھا ان کے بلند مرتبہ تصانیف دنیا میں مشہور ہیں اور ان کی جلالت شان جمہور کی زبان پر ہے اکبر بادشاہ کے عہد میں قاضی القضاۃ تھے اور ستر سال کی عمر میں جہانگیر ابن اکبر کے عہد میں کتاب مجالس المومنین کی تصنیف پر درہ خاردار کی ضرب سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے آپ فن شاعری میں بھی کمال قدرت و مہارت رکھتے تھے اور نوری تخلص فرماتے تھے -

جناب شہید ثالث نے اعلائے مذہب حقہ امامیہ میں جو کوششیں فرمائی ہیں اور مذہب اہلبیت پر مخالفین کے حملوں کا جس طرح مقابلہ کیا اور کمزور شیعوں کو جو قوت پہونچائی محتاج بیان نہیں ہے ان کے خدمات اور ان کی کتابیں اس پر شاہد ہیں اگرچہ آپ جب سے ہندوستان تشریف لائے ہمیشہ خوف اور تقیہ میں زندگی گذارتے رہے اور پوشیدہ طریقہ پر نشر و اشاعت مذہب حقہ میں مشغول رہے لیکن جب آپ نے دین خدا کی کمزوری اور شیعوں کی بیچارگی دیکھی نہ گئی اور پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو آپ نے حمایت حق کے لئے اپنی زبان و قلم کو آزاد کر دیا چنانچہ آپ نے خود اپنی کتاب مجالس المومنین میں جناب مومن طاق رح کے حالات میں لکھا ہے کہ مختار کشی میں مفضل ابن عمر سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق ع نے مجھ سے فرمایا کہ مومن طاق کے پاس جاؤ

اور حکم دو کہ مخالفین سے مناظرہ بند کریں چنانچہ میں ان کے دروازہ پر گیا جب انہوں نے کوٹھے سے
سر نکالا تو میں نے امام عہ کا پیغام پہونچا دیا مومن طاق نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں
کہ صبر نہ کر سکوں –

اتنا لکھنے کے بعد جناب شہید رح نے لکھا ہے کہ میں بھی مدتوں اسی بلائے جبر میں مبتلا رہا
اور اغیار سے تقیہ اور مدارات کرتا رہا اور بے صبری سے ڈرتا رہا آخر وہی ہوا کہ دامن
صبر ہاتھ سے چھوٹ گیا اور بے صبری کی حالت میں یہ کتاب لکھی اب میں اپنے جوش بے اختیاری
پر خدا کی بارگاہ میں پناہ کا طالب ہوں اور اسی کتاب کو اپنا شفیع قرار دیتا ہوں –
آپ کی شہادت کے متعلق صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ جب اکبر بادشاہ نے جناب شہید رح
کے علم و فضل و عدالت کو معلوم کر کے آپ کو قاضی القضاۃ کا منصب سپرد کیا تو جناب
شہید رح نے کہا کہ اس شرط پر اس عہدہ کو قبول کروں گا کہ اسلام کے چاروں مذاہب
مالکی و شافعی و حنفی و حنبلی کے موافق اپنے فتوی پر مقدمات کا فیصلہ کروں گا
چونکہ میں خود کل مسائل میں استدلال و اجتہاد کی قوت رکھتا ہوں کسی ایک مذہب کا
پابند نہ رہوں گا لیکن اپنے اجتہاد میں ان چاروں مذاہب سے باہر بھی نہ جاؤں گا –
چنانچہ جناب قاضی صاحب کل مقدمات و احکام میں مذہب امامیہ کے مطابق فتوی دیتے
تھے اور جب کوئی اعتراض کرتا تو اس فتوی کو چاروں مذاہب سے کسی ایک مذہب
کے مطابق ثابت کر دیتے تھے – آپ کے بعض فتوے حنفیہ کے مطابق اور بعض مالکیہ
اور بعض شافعیہ اور بعض حنبلیہ کے مطابق واقع ہوتے تھے اور قاضی صاحب اسی عنوان
سے امامیہ کے احکام جاری فرماتے تھے اور پوشیدہ طور پر مشغول تالیف و تصنیف رہتے تھے
جب شہنشاہ اکبر نے انتقال کیا اور اکبر کا بیٹا جہانگیر عہ تخت نشین ہوا شہید ثالث رح بدستور

عہ جہانگیر ابن اکبر جودھا بائی کے بطن سے تھا جو اپنا آخر عمر تک ہندو مذہب پر قائم رہی
حالانکہ مسلمان کا عقد نکاح کافرہ عورت سے اسلام کے کسی فرقہ کے نزدیک جائز نہیں ہے ۱۲

اپنے منصب پر قائم رہے یہانتک کہ بعض علماء مخالفین نے جو مقرب بارگاہ جہانگیر
تھے جہانگیر سے چغلی کھائی کہ قاضی نور اللہ شوستری شیعہ مذھب رکھتے ہیں کیونکہ وہ
اپنے فتووں میں چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذھب کے پابند نہیں ہیں جہانگیر
نے ان باتوں کی طرف اعتناء نہ کی اور کہا کہ اس بات سے ان کا شیعہ ہونا ثابت
نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے روز اول شرط کرلی تھی کہ میں چاروں مذاہب میں سے
کسی ایک کے مطابق فتویٰ دوں گا پس کر علماء مخالفین جناب شہید رح کی
فکر میں پڑے کہ کسی صورت سے جہانگیر پر ان کا تشیع ثابت کیا جائے اور ان
کے قتل کا حکم حاصل کیا جائے پس انلوگوں نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ قاضی
صاحب کے پاس جا کر اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرے اور ان کے تصنیفات حاصل
کرے چنانچہ وہ شخص شہید رح کے پاس گیا اور اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کیا اور
شہید رح کی شاگردی اختیار کی ایک مدت تک وہ اسی حال پر رہا یہاں تک کہ
شہید رح کے نزدیک پورا اعتماد و اعتبار پیدا کر لیا اور آپ کی کتاب
مجالس المومنین سے آگاہی حاصل کی اور بڑے اصرار و خوشامد سے
کتاب حاصل کر کے اپنے گھر لے گیا اور اس کی نقل لے کر اپنے علماء کو دکھائی
علماء نے جو نقل جہانگیر کو دکھائی اور کہا کہ قاضی نے ایسی ایسی
باتیں لکھی ہیں لہذا ان پر حد جاری کرنی چاہئے جہانگیر نے کہا کہ ان کی
کیا سزا ہونی چاہیے انلوگوں نے فتویٰ دیا کہ ان کو اتنی مقدار میں درہ
خاردار لگائے جائیں جہانگیر نے کہا انلوگوں کو اختیار ہے چنانچہ انلوگوں نے
جلد از جلد جناب قاضی کو طلب کیا اور آپ کے کپڑے اتروائے پھر آپ کو
درہ خاردار لگوائے گئے جس سے آپ کا جسم اقدس پھٹ گیا اور اعضا

ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور آپ شہید ہو کر اپنے اجداد حضرت رسول اللہ اور ائمہ طاہرین
علیہم السلام کی خدمت میں پہونچ گئے۔
آپ کی شہادت ستر سال کی عمر میں ۱۰۱۹ھ میں شہر اکبر آباد آگرہ میں واقع ہوئی
اور قندھاری باغ کے پاس دفن کئے گئے جہاں آج عالیشان مقبرہ تعمیر ہے
اور لاکھوں کی تعداد میں زائرین دور و دراز سے ہر سال زیارت شہید ثالث
کے لئے حاضر ہوتے ہیں

قطعہ تاریخ وفات

ظالمے اطفائے نور اللہ کرد | قرۃ العین نبی را سر برید
سال قتل حضرتش ضامن علی | گفت نور اللہ سید شد شہید
۱۰۱۹ھ

شہید ثالث رح کی تصنیفات: ۱۔ احقاق الحق ہے یہ کتاب لاجواب
اپنا مثل نہیں رکھتی یہ کتاب شہید رح نے ایک عالم اہلسنت فضل بن روزبہان کی کتاب
ابطال الباطل کے جواب میں لکھی ہے اس کتاب کو آپ نے صرف سات ماہ تصنیف
فرمایا جس میں راتیں داخل نہیں ہیں۔ حالانکہ کوئی سات ماہ میں اس کی کتابت بھی نہیں
کر سکتا۔ ۲۔ مصائب النواصب ۳۔ صوارم مہرقہ در جواب صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔
۴۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی ۵۔ حاشیہ تہذیب الاحکام ۶۔ حاشیہ بر شرح شمسیہ ۷۔
حاشیہ بر شرح ہدایہ ۸۔ حاشیہ بر شرح جامی ۹۔ حاشیہ بر حاشیہ قدیمہ ۱۱۔ حاشیہ دیگر
بر بیضاوی ۱۱۔ حاشیہ شرح تہذیب الاصول ۱۲۔ حاشیہ بر حاشیہ شرح تجرید ۱۳۔ حاشیہ
بر قواعد علامہ ۱۴۔ حاشیہ بر الہیات شرح تجرید ۱۵۔ حاشیہ بر شرح چغمینی ۱۶۔ حاشیہ

بر مختلف علامہ ۱۷ ـ شرح اثبات واجب قدیم ۱۸ ـ حاشیہ اثبات واجب جدید ۱۹ ـ حاشیہ
در رد حاشیہ چلپی بر شرح تجرید ۲۰ ـ حاشیہ بر بحث عذاب قبر از شرح عقائد ۲۱ ـ شرح بدیع
المیزان ۲۲ ـ شرح حاشیہ تشکیک ۲۳ ـ کتاب نور العین ۲۴ ـ کتاب کشف العوار ۲۵ ـ
رسالہ دافعۃ النفاق ۲۶ ـ کتاب نہایۃ الاقدام ۲۷ ـ رسالہ انس التوحید ۲۸ ـ رسالہ رفع
القدیر ۲۹ ـ کتاب حل العقال ۳۰ ـ رسالہ بحر الغدیر ۳۱ ـ رسالہ لمعہ در صلوۃ جمعہ ۳۲ ـ
ذکر الابقی ۳۳ ـ عدۃ الابرار ۳۴ ـ تحفۃ العقول ۳۵ ـ موائد الانعام ۳۶ ـ
حاشیہ بر رسالہ اجوبہ فاخرہ ۳۷ ـ رسالہ عشرہ کاملہ ۳۸ ـ حاشیہ بر حاشیہ تہذیب
ملا جلال ۳۹ ـ رسالہ سبعہ سیارہ ۴۰ ـ رسالہ در تفسیر آیہ انما المشرکون نجس ۴۱ ـ رسالہ
تحذیر ۴۲ ـ رسالہ در ادعیہ ۴۳ ـ رسالہ جلالیہ ۴۴ ـ رسالہ لطیفہ ۴۵ ـ رسالہ در بیان
عرض انواع کم ۴۶ ـ رسالہ در حقیقت عصمت ۴۷ ـ رسالہ فی ان الوجود لا مثل لہ
۴۸ ـ جواب اسولہ سید حسن ۴۹ ـ رسالہ اثبات تشیع سید محمد نور بخش ۵۰ ـ کتاب
دیوان قصائد ۵۱ ـ رسالہ در رد شبہات شیطان ۵۲ ـ حاشیہ بر تحریر اقلیدس وغیرہ
غرض ستاسی کتابیں آپ نے تصنیف کیں اور آخر تصنیف آپ کی کتاب مجالس
المومنین ہے جن کی تصنیف پر آپ کی شہادت واقع ہوئی ۔ (فیض الالہ در ترجمہ
قاضی نور اللہ و نجوم السماء و قصص العلماء)

شہید رابع محمر الاعاظم والاکابر البحر الزاخر جامع المعقول والمنقول العالم العامل

مولانا حکیم میرزا محمد المتخلص بکامل بن عنایت احمد خان کشمیری ثم دہلوی

آپ نے ابتدائی علوم اپنے زمانہ کے افاضل سے حاصل کئے پھر طب کی کتابیں حکیم حاذق علامہ حکیم شریف خانصاحب سے کمال تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھیں اور مذہبی کتابیں عالم خبیر و فاضل نحریر جناب مولانا سید احمد علیصاحب اعلی اللہ مقامہ مصنف کتاب بدر الدجیٰ سے پڑھیں

۱۱ علامہ سید اعجاز حسین صاحب صاحب شذور العقیان نے ایک مستقل رسالہ جناب میرزا کے حالات و اوصاف میں لکھا ہے اسمیں لکھا ہے کہ میں نے بعض فقہی مسائل جناب میرزا کے دستخطی دیکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ درجہ اجتہاد پر فائز تھے اور خود بھی فتوی دیتے تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے تحصیل علوم کے بعد آپ ہدایت خلق اللہ اور نشر و اشاعت شریعت رسول اللہ صلعم میں مشغول ہو گئے اور طلاب علوم کو پڑھاتے بھی تھے۔

آپ سے اور رئیس النواصب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف تحفہ اثناعشریہ سے خوب بنتی تھی آپ ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتے تھے اور مختلف موضوعات پر مباحثے اور مناظرے بھی ہوا کرتے تھے

جب شاہ صاحب نے خواجہ نصر اللہ کابلی کی غیر مطبوعہ کتاب صواقع کا فارسی میں ترجمہ کر کے اس کا نام تحفہ اثناعشریہ رکھا اور غلام حلیم ایک فرضی نام رکھ کر اس کی طرف منسوب کیا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ شان الٰہ مکر و فریب سے کام لیکر حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرے اور خدا کے جاہل بندوں کو دھوکہ دے لیکن اپنے ضمیر کو دھوکہ

نہیں دے سکتا اس کا ضمیر حق کو حق اور باطل کو باطل ہی کہے گا شاہ صاحب کا ضمیر
شہادت دے رہا تھا کہ علاوہ اس کے کہ کتاب تحفہ ان کی تصنیف نہیں ہے بلکہ سرقہ ہے
اسمیں سوائے مکر و فریب و کذب و دروغ کے اور کچھ نہیں ہے لہذا اس کو اپنی طرف منسوب
کرتے ہوئے شاہ صاحب کو شرم دامن گیر ہوئی - جاہل و متعصب عوام کو حق اور باطل
اور سچ اور جھوٹ کی کیا تمیز ان کو تو اپنا دل خوش کرنے کیلیے کوئی بات مل جانی چاہیے
انہوں نے تحفہ کو خوب اچھالا اگرچہ یہ کتاب اس لائق نہ تھی کہ صاحبان علم و
کمال اس کی طرف متوجہ ہوتے اور اس کے جواب میں اپنا وقت عزیز ضائع کرتے
لیکن چونکہ اس کتاب کی وجہ سے عوام میں ضلالت و گمراہی پھیلنے کا اندیشہ تھا
اسلئے علامہ موصوف نے اس کی رد کے لئے قلم اٹھایا لیکن جسوقت آپ نے تحفہ کا جواب
لکھنے کا ارادہ کیا آپ کے پاس ایک کتاب بھی موجود نہ تھی جیسا کہ آپ کے اس خط
سے معلوم ہوتا ہے جو آپ نے جناب غفران مآب طاب ثراہ کی خدمت میں لکھا
جس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ جسوقت میں نے کتاب مذکور کا جواب لکھنا شروع کیا میرے پاس
ایک ورق بھی موجود نہ تھا لیکن خدا کی عنایت و مہربانی و انعامات بے پایاں سے سب
اسباب فراہم ہوگئے - اور یہ ایک تائید ربانی تھی
سب سے پہلے جس نے تحفہ کا جواب لکھا وہ جناب شہید رابع ؒ کی ذات والاصفات
تھی آپ نے اپنی کتاب کا نام نزہۃ اثنا عشریہ رکھا اس کتاب نے تحفہ اثنا عشریہ
کے شبہات و وساوس کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر ڈال دیا شاہ عبدالعزیز صاحب کو جب
جواب تحفہ کی تصنیف کی خبر ملی تو انہوں نے جناب حکیم شریف خان صاحب کے پاس لکھا کہ
قد سمعت ان الفاضل الکامل المدقق المحقق میرزا محمد سلمہ اللہ تعالی قد کتب

علی وجہ الرد والبحث علی التحفۃ الاثنا عشریۃ ان اتفق طالب مرقومۃ ومطالعۃ

بوساطتکم فالمامول ان تبذلوا الی ذالک الجہد - مین نے سنا ہے کہ فاضل کامل

مدقق محقق میرزا محمد صاحب نے خدا ان کو سلامت رکھے تحفہ اثنا عشریہ کی رد مین

کچھ لکھا ہے اگر ان کی تحریرات کا مطالعہ آپ کے ذریعہ سے ہو سکے تو بہت بہتر ہے

امید ہے کہ آپ میرے لئے کوشش فرمائینگے -

کتاب نزہۃ شاہ صاحب کے پاس پہونچ گئی اور انہون نے اس کا مطالعہ کرکے خاموشی کے

ساتھ واپس کردی لیکن اس کے جواب الجواب کی جرأت نہ کرسکے نہ آجتک کسی دوسرے

عالم اہلسنت نے اس کا جواب لکھنے کی ہمت کی -

اس کے بعد تو علماء شیعہ کتاب تحفہ کے پیچھے پڑ گئے اور اس کی دھجیان اڑا دینا لیکن

اس کا کیا علاج ہے کہ ایک طرف تو علماء اہلسنت عوام اہلسنت کو منع کرتے ہین کہ شیعون

کی کتابین نہ پڑھو ان سے مذہبی گفتگو نہ کرو ان کی مجلسون مین نہ بیٹھو اور دوسری

طرف شور کرتے ہیں کہ میرے خلاف کتاب کا جواب آجتک شیعون سے نہ ہو سکا -

نزہۃ اثنا عشریہ کا جواب زہر ہلاہل ✤ نزہۃ اثنا عشریہ کی شہرت جب عام ہوئی

اور اس کے جواب سے علماء اہلسنت عاجز ہوئے تو جناب شہید کے قتل کی تدبیرین سوچی

جانے لگین دہلی کے اطراف مین بادشاہ کے قرابتدارون مین ایک نواب رہتا تھا جس کا

نام نواب عبدالرحمن تھا اور نواب جھجر کے نام سے مشہور تھا وہ ہمیشہ نور خدا کے بجھانے

کی فکر مین رہا کرتا تھا اس نے جناب شہید رح کو نقصان پہونچانے کی مختلف تدبیرین کین

لیکن کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے یہ مکر کیا کہ مریض بن گیا اور بادشاہ کی خدمت مین

لکھا کہ میرے علاج کے لئے کوئی طبیب روانہ فرمائیے شاہ نے ایک طبیب بھیج دیا -

کچھ دنوں کے بعد اس نے دوسرا عریضہ لکھا کہ اگر شاہ چاہتے ہیں کہ میں کچھ دنوں زندہ رہوں تو سلطان الاطبا فخر الحکماء علامہ زمان وحید دوراں میرزا محمد صاحب کو حکم دیں کہ وہ میرا علاج کریں ورنہ میں زندگی سے دست بردار ہو جاتی ہوں بادشاہ نے علامہ موصوف کے پاس فرمان بھیجا کہ فلاں شخص کا علاج کیجئے جناب علامہ اپنے نور باطن سے اس کا مقصد سمجھ گئے اور آپ نے جانے سے انکار کیا لیکن شاہ نے جب زیادہ اصرار کیا تو جانے پر مجبور ہوئے لیکن جاتے وقت یہ فرمایا کہ مجھے خیال ہے کہ میں اس سفر سے واپس نہ آؤں گا اس سفر کو آپ لوگ میری آخری رخصت سمجھیں پھر لوگوں کے حقوق سے اپنا ذمہ پاک کیا اور روانہ ہو گئے۔

آپ نواب جھجھر کے یہاں پہونچ کر اس کے مہمان ہوئے اور اسی نے ۱۲۳۵ھ میں آپ کو زہر دغا سے شہید کیا۔

آپ کو شہر دہلی میں لا کر پنجہ شریف میں دفن کیا گیا جہاں لوگوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت امیر المومنین ع کے انگشتہائے مبارک کا نشان ہے اور اکثر مومنین صالحین کی قبریں وہاں پر ہیں اور آج وہ مقام زیارتگاہ مومنین ہے۔

جناب شہید رابع رہ کی تصنیفات ؛ ع۱ نزہۃ اثنا عشریہ در جواب تحفہ اثنا عشریہ ع۲ تاریخ العلماء در رجال ع۳ رسالہ در علم بدیع ع۴ رسالہ فارسی در صرف ع۵ نہایۃ الدرایہ شرح وجیزہ بہاء الدین عاملی رہ ع۶ تنبیہ اہل الکمال والانصاف در اسماء کذابین و وضاعین ع۷ ایضاح المقال ع۸ رسالہ فارسی در فلسفہ ع۹ تتمہ نزہہ باب فقہیات اہلسنت ع۱۰ منتخب انساب سمعانی ع۱۱ رسالہ در بدا ع۱۲ رسالہ در رویت باری تع ع۱۳ منتخب کنز العمال ع۱۴ منتخبات کتب اہلسنت ع۱۵ (النجوم السماء)

شہید خامس رحمہ العالم العامل و الفاضل الکامل فخر المتکلمین و زین المجتہدین العابد الزاہد المتقی حاجی مولانا محمد تقی ابن محمد برغانی قزوینی طاب ثراہ

آپ بزرگترین علماء و مجتہدین قزوین سے تھے آپ ایران کے دارالسلطنت طہران کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے جس کا نام برغان ہے اور ابتدائی تعلیم شہر قزوین میں حاصل کی پھر وہاں سے بغرض تحصیل علم شہر قم تشریف لے گئے اور وہاں میرزا ابو القاسم جیلانی قمی صاحب "قوانین الاصول" کے درس میں شریک ہوئے لیکن ان کا درس آپ کو پسند نہ آیا تو وہاں سے اصفہان چلے گئے اور علماء اصفہان کے درس میں شریک ہونے لگے۔ آپ کو فلسفہ سے زیادہ دلچسپی تھی اور اسی سے زیادہ اشتغال رکھتے تھے اور طلبہ کو ملا صدر الدین شیرازی کی کتاب شواہد الربوبیت کا درس دیتے تھے پھر عتبات عالیات کا سفر کیا اور وہاں بحر العلوم علامہ آقا سید علی ابن سید محمد علی طباطبائی صاحب ریاض (شرح کبیر) کے درس میں شرکت کرنے لگے پہلے روز جب آپ ان کے درس میں حاضر ہوئے تو علامہ موصوف نسخ وجوب اور عدم بقاء جواز بیان فرما رہے تھے جناب شہید خامس فرماتے ہیں کہ میں نے شجرہ مقطوعہ سے نقض وارد کیا کہ فصل غائب ہو گئی اور جنس باقی ہے ناگاہ ایک جوان بے ریش جو علامہ کے نزدیک بیٹھا تھا میری طرف مخاطب ہوا اور مجھ سے بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ نہایت محققانہ گفتگو کرنے لگا کہ قریب تھا کہ میں لاجواب اور خاموش ہو جاتا اور اس کے مقابلہ میں شکست کھا جاتا میں نے پریشان ہو کر کہا کہ اے بچے کیوں بے ربط باتیں کر رہے ہو یہ سن کر علامہ صاحب ریاض نے فرمایا کہ آپ ان کے ساتھ قاعدہ کی گفتگو کیجئے یہ اگرچہ ابھی بچہ ہے لیکن شیر کا بچہ ہے پھر میں نے لوگوں سے اس بچہ کے متعلق سوال کیا تو معلوم ہوا کہ

یہ آقائے سید علی صاحب ریاض کے صاحبزادے آقائے سید مہدی ہیں یہ سن کر میں خاموش ہو گیا۔
آپ عتبات عالیات سے فارغ التحصیل ہو کے بعد طہران تشریف لے گئے اور وہاں کافی
مدت تک رہے اور شہرت و عزت حاصل کی یہ آخری زمانہ فاضل قمی ؒ کا تھا کچھ دنوں
کے بعد آپ پھر زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوئے اور اپنے استاد آقائے سید علی
صاحب ریاض اور آقائے شیخ جعفر رح سے اجازے حاصل کئے اور پھر طہران واپس گئے
کچھ دنوں کے بعد آپ میں اور شاہ ایران میں کچھ اختلافات پیدا ہو گئے جس کی بنا پر
آپ طہران سے قزوین چلے گئے وہاں حاجی ملا عبدالوہاب قزوینی نے جو علماء
قزوین سے اور اپنے زمانہ کے روساء میں تھے جناب شہید کی کفالت کی اور آپ
کی شہرت و عزت کا ذریعہ بنے۔

جناب شہید ثالث کے والد بزرگوار جناب محمد برغانی بڑے مقدس اور متقی و پرہیزگار
تھے ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر حضرت رسول اللہ ص تشریف
فرما ہیں اور بہت سے علماء آپ کی خدمت میں [illegible] تھا سب جگہ پر بیٹھے ہیں
لیکن سب سے آگے جمال الدین ابن فہد علیہ الرحمہ تشریف فرما ہیں جناب محمد برغانی
کو تعجب ہوا اور آپ نے حضرت رسول اللہ ص سے سوال کیا کہ کیا سبب ہے کہ جناب
ابن فہد رح بڑے بڑے جلیل القدر علماء کے آگے بیٹھے ہیں حالانکہ علم و فضل میں یہ
ان جلیل القدر علماء کے مرتبہ کو نہیں پہونچے تھے حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا کہ اس کا
سبب یہ ہے کہ ان علماء کے پاس اگر تقسیم کی رقم موجود نہیں ہوتی تھی تو فقیر واپس بھی
ہو جاتے تھے لیکن ابن فہد کے پاس سے فقیر کبھی بے نیل و مرام واپس نہیں ہوتا تھا اگر تقسیم
کی رقم نہیں ہوتی تھی تو یہ اپنے پاس سے دیتے تھے۔

جناب شہیدؒ کے مواعظ تقریر و مواعظ میں آپ اپنے زمانہ کے کل واعظین و مقررین پر
سبقت لے گئے تھے آپ کے بیانات نہایت فصیح و بلیغ اور دلوں پر اثر کرنے والے
ہوتے تھے دوران تقریر میں آپ نہایت لطیف اور نصیحت آمیز عجیبہ و غریب حکایتیں
بیان فرماتے تھے آپ مواعظ میں اعتقادی اور علمی مسائل اور تفسیر و تاویل قرآن
اور احکام حلال و حرام بیان فرمایا کرتے تھے اور آخر میں مصائب حضرت سید الشہداء علیہ السلام
پر بیان کو ختم کرتے تھے آپ کی مجلسوں میں علماء و طلاب علوم و عام مومنین ہر طبقہ
کے لوگ شریک ہوتے تھے آپ نے اپنے مواعظ کو اپنی کتاب مجالس المتقین میں
جمع فرمایا ہے جو بڑے علوم و فوائد کی جامع ہے۔

عبادت آپ بڑے زاہد و متقی اور عابد شب زندہ دار تھے آپ کا ہمیشہ یہ
دستور تھا کہ نصف شب کے بعد اپنی مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور صبح تک
نماز و تضرع و زاری و دعا و مناجات میں بسر کرتے تھے اور حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام کی پندرہ مناجاتیں جو علامہ مجلسی رہ نے بحار میں نقل فرمائی ہیں زبانی
پڑھا کرتے تھے یہی سیرت آپ کی روز شہادت تک رہی۔ جاڑوں کی شبوں میں جبکہ
شدت کی برف باری ہوتی تھی لوگوں نے بارہا دیکھا کہ آپ ایک پوستین پہنے ہوئے اور سر پر
عمامہ باندھے اپنے مکان کی چھت پر آسمان کی طرف دونوں ہاتھوں کو بلند کئے مشغول
گریہ و زاری و دعا و مناجات ہیں یہانتک کہ برف کی کثرت سے آپ کا پورا جسم سفید ہوجاتا
تھا اور آپ برف میں ڈھک جاتے تھے۔

کرامات شہید جناب شہید رہ دار السلطنت قزوین میں شرعی حدود بھی جاری فرماتے تھے
ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو کسی جرم کی بنا پر سزا دی تو وہ آپ کا دشمن ہوگیا ایک روز

اس کے ایک قرابتدار نے ایک شب کو اسلحہ لیکر آپ کے گھر میں گھسنا چاہا تاکہ آپ کو قتل کرے
اس وقت آپ کے مکان میں چراغ روشن تھا اور آپ ~~[illegible]~~ عبادت
و مناجات میں مشغول تھے جونہی اس شخص نے مکان کے اندر داخل ہونے کا ارادہ
کیا کسی نے اس کی کمر پکڑ کر کھینچ لیا جب اس نے پلٹ کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا دوسری
مرتبہ پھر جب اس نے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو کسی نے اس کی کمر پکڑ کر کھینچ
لیا تین مرتبہ جب ایسا ہی واقعہ پیش آیا تو وہ ڈرا اور توبہ و استغفار کرنے لگا
اور اسلحہ ہاتھ سے پھینک کر جناب شہید رہ سے معافی طلب کرنے کے ارادہ سے
بڑھا ابکی کسی نے اس کو نہیں روکا اور اس نے جا کر جناب شہید رہ کا ہاتھ پکڑ کر
اس کو بوسہ دیا اور اپنے گناہ کی معافی طلب کی لیکن جناب شہید رہ اس کی طرف
مخاطب بھی نہ ہوئے اور عبادت و مناجات میں مشغول رہے۔

1 اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نے جو آپ کا دشمن تھا آپ کے قتل کا ارادہ کیا
جس شب میں اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اس کے روئی کے گودام میں آگ لگ گئی وہ اس کے
بجھانے میں مشغول ہو گیا اور اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکا پھر اس نے خدا کی
بارگاہ میں توبہ کی اور اپنے ارادہ پر شرمندہ ہوا۔

2 مرزا جواد نے بیان کیا جو اصل میں عرب تھے لیکن قزوین میں سکونت اختیار کر لی تھی
کہ میں جناب شہید رہ کی شہادت سے چند روز قبل آپ کی خدمت میں زیارت کی غرض
سے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ میں آپ سے دعا کا طالب ہوں میں نے عرض کیا کہ
خداوند عالم نے آپ کو عزت و دولت اولاد و علم و خدمت دین و تالیف و تصنیف دنیا و
آخرت کی کل نعمتیں آپ کو عطا فرمائی ہیں اب کس امر کے لئے دعا کے طالب ہیں فرمایا کہ
میں درجہ شہادت کا طالب ہوں میں نے عرض کیا کہ آپ کو شہادت سے بہتر درجہ عطا ہوا ہے

تکفیر شیخ احمد احسائی بحرینی

پانچ ماہ دس دن کا چلہ کھی
یہ شخص احساء سے یزد گیا
وہاں محمد علی مرزا نے سا
شیخ احمد نے بحر العلوم آ
کیا تھا اور بہت سے علماء سے
کتابیں تصنیف کیں رفتہ
لوگوں پر سبقت لے گیا
جس شہر میں پہنچتا تھا
پیچھے نمازیں پڑھتے تھے
عبد الوہاب کے گھر میں
وہاں کے علماء اس کی آؤ
ایک روز یہ جناب شہید خا
شہید رہ نے شیخ سے سوال
ہیں شیخ نے کہا کہ نہیں میر
آپ کا مذہب کیا ہے ش
یہ ہو گی جناب شہید نے
شی ہے اور یہ خلافت مر
کے روز یہی جم غفیر

تکفیر شیخ احمد احسائی بحرینی شیخ احمد احسائی ایک شخص ریاضت کش تھا جس نے چار سال
پانچ ماہ دس دن کا چلہ کھینچا تھا جس سے کچھ خوارق عادات پر قدرت حاصل کر لی تھی
یہ شخص احساء سے یزد گیا اور وہاں کچھ دنوں قیام کیا پھر وہاں سے کرمانشاہ چلا گیا
وہاں محمد علی مرزا نے سات سو تومان سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا -

شیخ احمد نے بحر العلوم آقا سید مہدی طباطبائی اور دیگر فضلاء و فقہاء سے علم حاصل
کیا تھا اور بہت سے علماء سے اجازے حاصل کئے تھے یہ بڑا ذہین اور مجتہد تھا اور بہت سی
کتابیں تصنیف کیں رفتہ رفتہ کافی عزت و شہرت حاصل کر لی اور اپنے زمانہ کے
لوگوں پر سبقت لے گیا - فتح علی شاہ اس سے حسن عقیدت رکھتے تھے اور
جس شہر میں پہونچتا تھا وہاں کے علماء اس کا احترام کرتے تھے اور اس کے
پیچھے نمازیں پڑھتے تھے - آخری مرتبہ جب یہ شخص قزوین پہونچا تو حاجی ملا
عبد الوھاب کے گھر میں مہمان ہوا اور مسجد جامع میں نمازیں پڑھتا تھا اور
وہاں کے علماء اس کی اقتداء کرتے تھے -

ایک روز یہ جناب شہید ثالث رح کی ملاقات کو گیا تو سلام و مزاج پرسی کے بعد جناب
شہید رح نے شیخ سے سوال کیا کہ مسئلہ معاد میں کیا آپ بھی ملا صدرا کے ہمخیال
ہیں شیخ نے کہا کہ نہیں میرا مذہب ملا صدرا سے جدا ہے جناب شہید رح نے پوچھا
آپ کا مذہب کیا ہے شیخ نے کہا کہ میرا عقیدہ ہے کہ معاد (جسم ھُوَرقلیائی)
میں ہوگی جناب شہید نے فرمایا کہ ھُوَرقلیائی تو اس جسم عنصری کے علاوہ کوئی
شئی ہے اور یہ مخالفت ضروری دین ہے اسلئے کہ اسلام میں ثابت ہے کہ قیامت
کے روز یہی جسم عنصری پلٹایا جائے گا نہ کہ جسم ھُوَرقلیائی - آخر مناظرہ

کافی طول کھنچا اور طرفین میں اختلافات بڑھے پھر مجمع برخواست ہوا اور لوگ اپنے اپنے
گھر چلے گئے اس روز شیخ احمد نماز کے لئے مسجد گیا تو علماء میں سے کوئی بھی اس کی
جماعت میں شریک نہ ہوا رفتہ رفتہ شیخ کی تکفیر کا ہنگامہ بہت گرم ہوا آخر شیخ احمد
قزوین کا قیام ترک کرکے عراق چلا گیا پھر عراق سے مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا
لیکن بصرہ پہونچکر داعی اجل کو لبیک کہی

وہ مسائل جو شیخ کی تکفیر کا سبب ہوئے ۱ تو یہی تھا کہ وہ جسم ہور قلیائی میں
معاد کا قائل تھا اس کا عقیدہ تھا کہ جسم انسانی کی ترکیب اس طرح ہوئی ہے کہ
نو آسمانوں سے کچھ اجزاء لئے گئے اور کچھ اجزاء عناصر اربعہ آگ پانی مٹی ہوا سے لیئے
اور سب کو ملا کر انسان کا جسم بنایا گیا مرنے کے بعد عناصر اربعہ کے اجزاء اپنے
اپنے مرکز میں مل جاتے ہیں اور صرف اجزاء فلکیہ رہ جاتے ہیں انہیں اجزاء فلکیہ
سے دوبارہ روز قیامت انسان کا جسم بنایا جائے گا اور اسی میں وہ محشور ہوگا
حالانکہ یہ صرف ایک تخیل ہے جس کی کوئی سند نہیں اور خلاف ضروری دین ہے کیونکہ
اسلام میں ثابت ہے کہ معاد اسی جسم عنصری میں ہوگی (مترجم)

۲ شیخ کا عقیدہ یہ تھا کہ کائنات کے علل اربعہ یعنی علت فاعلیہ اور علت غائیہ
اور علت مادیہ اور علت صوریہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں۔ اور وہ بحکم پروردگار
خالق و رازق کائنات ہیں جسطرح ایک وکیل اپنے موکل کی طرف سے خرمتیں
انجام دیتا ہے اور امام مقام مشیت و فعل پروردگار ہے (یہی عقیدہ گروہ مفوضہ کا
ہے)

جب ان عقائد پر شیخ احمد کی تکفیر کی گئی اور ثابت کیا گیا کہ یہ عقائد مخالف عقائد

مذہب امامیہ ہیں تو کہنے لگا کہ میں قائل تفویض نہیں ہوں میں کہتا ہوں کہ دنیا کا خالق خدا ہے
لیکن ائمہ علیہم السلام یداللہ ہیں یعنی خدا کا ہاتھ ہیں جس سے اس نے دنیا کو خلق
فرمایا ہے اور رزق عطا فرماتا ہے۔

لیکن یہ سب اقوال اس کے باطل اور خالف اسلام ہیں ائمہ علیہم السلام سے بہت سی
حدیثیں منقول ہیں جنمیں براءت فرمایا ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام کی طرف خالقیت
ورازقیت کی نسبت دینا سبب کفر وگمراہی ہے اور یہ مفوضہ کا عقیدہ ہے جن پر
ائمہ نے لعنت فرمائی ہے۔

خداوند عالم نے امور دین وشریعت وہدایت خلق محمد وآل محمد علیہم السلام سے متعلق فرمائے
نہ کہ تخلیق ونظام کائنات ہاں بوقت ضرورت یہ حضرات اگر کسی امر کا ارادہ کرتے ہیں
تو خدا وہ کام کردیتا ہے لیکن جبتک خدا نہ چاہے یہ حضرات کسی امر کا ارادہ نہیں کرتے
چنانچہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام نے اپنی ایک توقیع میں فرمایا ہے کہ جو شخص ہماری
طرف یا ہمارے آباء و اجداد کی طرف خالقیت ورازقیت کی نسبت دے ہم لوگ اس سے
بری ہیں۔

اور یداللہ کے معنی یہ ہیں کہ دینی امور میں جو افعال بھی ان حضرات سے ظاہر ہوتے
ہیں وہ عین مشیت ورضا پروردگار کے مطابق ہوتے ہیں کہ گویا ان کے افعال بعینہ
افعال خدا ہیں نہ یہ کہ خدا کے جتنے افعال ہیں وہ سب یہی حضرات انجام دیتے ہیں اور
یہ خیال کہ جس طرح نظام کائنات پر بہت سے ملائکہ موکل ہیں جو حکم خدا کے مطابق اپنے
فرائض انجام دیتے ہیں اسی طرح ائمہ علیہم السلام بھی ہیں علاوہ اس کے کہ ~~[illegible]~~ باطل
اور مخالف عقائد امامیہ ہے اس میں محمد وآل محمد علیہم السلام کے لئے کوئی فضیلت بھی نہیں ہے

کیونکہ ملائکہ جن کو تدبیر و نظام کائنات کے مختلف خدمات سپرد کئے گئے ہیں ان کی مثال ایک
فرمانبردار غلام کی ہے جو اپنے مالک کے اشارہ پر کام کرتا ہے اور خود اپنے ارادہ اور
اختیار کو اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا مثلاً جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو یہ اختیار نہیں
ہے کہ وہ آفتاب کو ایک چشم زدن کے لئے روک دے یا اس کو مغرب سے مشرق کی طرف
پلٹا دے اسی طرح وہ فرشتہ جو موت پر مقرر ہے اس کو یہ اختیار نہیں ہے وہ کسی کی
موت کو ایک چشم زدن کے لئے بھی روک دے یا خود سے سفارش کر کے کسی مردہ کو زندہ
کر دے لیکن محمد و آل محمد علیہم السلام کی حیثیت محبوب خدا کی ہے جنکی خواہش پر پروردگار
عالم نے جب چاہا نظام کائنات کو بدل دیا ڈوبنے کے بعد آفتاب کو پلٹا دیا — چاند
کے ٹکڑے کر دیے — مردہ کو زندہ کر دیا — اینٹ پتھر کو گویا کر دیا وغیرہ
اور اگر ہم بالفرض محمد و آل محمد ع کو اسی معنی سے ید اللہ تسلیم بھی کر لیں جو معنی مفوضہ
سمجھتے ہیں تو بھی یہ نہیں ثابت ہوتا کہ یہ حضرات خالق و رازق عالم ہیں اسلئے کہ
ہاتھ تو ایک بے ارادہ و بے شعور آلہ ہے جس کے ذریعہ سے انسان کام
کرتا ہے اور فاعل در حقیقت انسان ہوتا ہے اسی سبب سے افعال کی نسبت
انسان کی طرف دی جاتی ہے اور اچھے یا برے کام پر مدح یا مذمت انسان کی
کی جاتی ہے نہ کہ ہاتھ کی اور ظاہر ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام کی حیثیت بے عقل
و بے ارادہ ہاتھ جیسی نہ تھی اور نہ مفوضہ کا یہ مقصد ہے لہذا در حقیقت
ید اللہ کے صحیح معنی وہی ہیں جو تحریر کئے گئے۔
شیخ احمد احسائی کے مرنے کے بعد ان کے ماننے والے کئی فرقے ہو گئے انہیں میں
ایک فرقہ بابیہ ہے جس کا رئیس اور موجد محمد علی شیرازی ہے اس نے دعویٰ

کیا کہ میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا نائب خاص ہوں اور اپنا لقب باب رکھا یہ شخص ڈاڑھی مونڈتا تھا۔ اس نے ایک قران بنایا جسمیں مہملات وخرافات کے سوا اور کچھ نہیں ہے نہ الفاظ کی ترتیب درست ہے نہ عبارت صحیح ہے۔ پھر وہ حلول کا قائل ہو گیا اور کہنے لگا کہ امام ۱۲ کی روح نے مجھ میں حلول کیا ہے لہذا میں امام ہوں۔ اور ہم لوگ شہید ہونے کے سات روز کے بعد زندہ ہو جاتے ہیں۔ پھر اس نے اپنے نام کی اذان ایجاد کی اور اشہد ان علی محمد باب اللہ۔ پکارا جانے لگا۔

شہادت جناب شہید خامس رح جب باب کا مذہب ایران کے شہروں میں پھیلنے لگا اور جاہل عوام اس کی پیروی کرنے لگے تو جناب شہید خامس رح نے برسر ممبر اس کی رد اور اس کے باطل خیالات و عقائد کے جوابات دینا شروع کئے جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان گمراہی و ضلالت سے بچ گئے تو بابیوں نے یہ طے کیا کہ آپ کو قتل کر دیا جائے۔ ایک روز قریب نصف شب آپ نے حسب عادت مسجد کا ارادہ کیا آپ کے گھر کے لوگوں نے روکا اور عرض کیا کہ آج کی شب یہیں عبادت کریں مسجد تشریف نہ لیجائیں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ڈرتے ہو کہ میں قتل نہ کر دیا جاؤں میں بہت زیادہ شوق شہادت رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں لیکن میری یہ قسمت کہاں کہ یہ سعادت حاصل کر سکوں یہ فرماکر آپ گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد پہونچ کر عبادت وگریہ وزاری میں مشغول ہو گئے صبح کاذب کے قریب ایک ضعیف العمر عورت مسجد میں چراغ روشن کرنے آئی اسوقت جناب شہید رح سجدہ باری تعالیٰ میں مشغول مناجات وگریہ وزاری تھے ناگاہ چند آدمی بابی مذہب کے مسجد میں داخل ہوئے اور انمیں سے ایک نے جناب

شہید رح کی گردن پر پشت کی جانب سے نیزہ مارا لیکن آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا پھر دوسرا نیزہ مارا تو آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ مجھے کیوں قتل کرتے ہو اتنے میں ایک دوسرے نے آپ کے منہ میں نیزہ مارا جس سے آپ کا منہ اور زبان شگافتہ ہو گئی پھر ان لوگوں نے آپ کو پے درپے آٹھ زخم لگائے تب اس عورت نے شور کیا اور وہ سب بھاگ گئے آپ فورا محراب عبادت سے اٹھ کر مسجد سے باہر چلے تاکہ آپ کے خون سے مسجد نجس نہ ہو لیکن مسجد کے دروازے تک پہونچے پہونچے ضعف و ناتوانی سے گر پڑے اور اپنے خون میں لوٹنے لگے جبتک آپ کے گھر والے پہونچ گئے اور آپ کو اٹھا کر گھر لیگئے۔

زخم لگنے کے بعد آپ صرف دو روز زندہ رہے لیکن چونکہ منہ اور زبان میں زخم تھا اس سبب سے نہ تو کلام کر سکتے تھے نہ پانی پی سکتے تھے جب آپ پانی پینا چاہتے تھے زبان کے زخم میں شدت کی سوزش ہوتی تھی اور پانی پھینک دیتے تھے اور اور امام حسین علیہ السلام کی تشنگی کو یاد کرکے رویا کرتے تھے۔

دو دن کے بعد ۱۲۶۳ھ میں آپ کی وفات واقع ہوئی آپ کے گھر والوں نے چاہا کہ آپ کا جنازہ عتبات عالیات میں لیجا کر دفن کریں لیکن اہل قزوین راضی نہ ہوئے اور آپ قزوین ہی میں شاہزادہ حسین کے مقبرہ میں دفن کئے گئے اور آجتک آپ کی قبر زیارتگاہ خواص و عوام ہے۔

چند سال کے بعد آپ کی قبر مرمت کے لئے کھولی گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا جسم اسی طرح تر و تازہ ہے جیسے ایام زندگی میں تھی۔

تصنیفات شہید ثالث ؒ ۱ کتاب عیون الاصول ۲ جلد ۲ منہج الاجتہاد در شرح
شرائع الاسلام ۲۴ جلدیں ۳ رسالہ در قضائے صلوات فائتہ ۴ رسالہ در نماز جمعہ
۵ رسالہ در طہارت و نماز و صوم ۶ مجالس المتقین اسمیں پچاس مجلسیں ہیں
(ماخوذ از قصص العلماء و کتاب نجوم السماء)

سید علی الرضوی قمی گوپال پوری
در
اترولہ ضلع گونڈہ
۱۵ مارچ ۱۹۷۱ء